ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

وقاص رفیع ❁
ڈاکٹر کامران عباس کاظمی ❁❁

حسرت موہانی کی آپ بیتی ''قیدِ فرنگ'' کا نوآبادیاتی تجزیہ

A Colonial Analysis of *Qaid e Farang*: an Autobiography of Hasrat Mohani

By *Waqas Rafi, PhD Scholar, Dept. of Urdu, International Islamic University, Islamabad.*

Dr. Kamran Abbas Kazmi, Dept. of Urdu, International Islamic University, Islamabad.

ABSTRACT

The article partially analyzes the Hasrat Mohani's autobiography *Qaid e Farang* which is based on colonial prospects. It tends to evaluate, how imperialists became influential in subcontinent and destroyed its economy by extorting the capital. The autobiography reveals the exploitation of natives by colonizers, their brutal behavior for them and makes them accountable for the crimes which they hadn't committed. Hasrat Mohani was also among those literary personalities who wrote about the savagery of imperialism. In his autobiography, he tries to unveil the misery, inflicted by settlers on the natives. This article tends to present the true picture of exploitation of natives by colonizers for their sovereignty. The colonizers tried to rule the subcontinent on the pretext of making its natives civilized by educating them, but the real agenda behind it was absolute extortion.

Keywords: Qaid-e-Farang, Autobiography, Colonization, Imperialism.

❁ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد
❁❁ صدر، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کوئی بھی ریاست جب اپنی حدود و قیود کو پامال کر کے کسی دوسری قوم کو طاقت کے بل بوتے پر غلام بنانے کی کوشش شروع کرتی ہے تو یہ اس وقت نوآبادیاتی نظام کو تشکیل دے رہی ہوتی ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی ریاست جب اپنی طاقت کا استعمال کر کے وہاں کے مقامی باشندوں پر اپنی حکومت کرنا چاہتی ہے تو وہ سب سے پہلے وہاں کے مقامی باشندوں پر اپنے اصول وقوانین مسلط کرنے کی کوشش کرتی ہے تا کہ وہ ان قوانین کی پابندی کرتے ہوئے نوآبادکاروں کے ماتحت رہیں۔ نوآبادیاتی نظام میں طاقتور اقوام کمزور اور مال دار علاقوں پر اپنا تسلط قائم کر کے وہاں کا دولت وسرمایہ لوٹنے کی بھر پور کوشش کی جاتی ہے۔ حاکم قوم اپنی معاشی و اقتصادی استعداد بڑھانے کے لیے محکوم قوم کے وسائل کو استعمال میں لا کر خود کو مضبوط کرتی رہتی ہیں۔ جس سے نو آبادکاروں کی معیشت مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ کسی غیر علاقے کے لوگوں کا اپنی سرحدی حدود کو پار کر کے دوسری کمزور اقوام کے اقتدارِ اعلیٰ کو ختم کر کے وہاں کے مقامی لوگوں کو اپنا غلام بنا کر اور ان کے حقوق و وسائل کا استحصال کر کے اپنی ریاست کو ہر حوالے سے طاقت ور بنانا نوآبادیات کے زمرے میں آنا کہلاتا ہے۔ اسی تناظر میں ایڈورڈ سعید اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

> نوآبادیات ایک ایسا نظام ہے جس میں ایک طاقت ور ملک کمزور ریاست پر براہ راست اپنا عسکری، سیاسی، معاشی اور ثقافتی تسلط قائم کرتا ہے۔ اپنے اقتدار کو وسعت دے کر دوسرے علاقوں پر قبضہ کیا جاتا ہے۔ تا کہ مقامی آبادی کی افرادی قوت اور وسائل پر دسترس حاصل ہو۔ کیوں کہ سامراجیت کا مطلب اپنے تصرف سے باہر کی، دور دراز اور دوسروں کی زیرِ ملکیت زمین کے متعلق سوچنا، وہاں آباد اور قابض ہونا ہے۔ [۱]

جس سانحہ نے برصغیر میں مغلیہ سلطنت کو کمزور سے کمزور تر کر دیا تھا اس کی اصل وجہ اورنگزیب عالمگیر کی وفات ہے۔ آپ کی وفات سے ملک وقوم کو اتنا نقصان پہنچا کہ جس کا ازالہ کرنا بھی ناممکن ہے۔ اورنگزیب عالمگیر کی وفات کی وجہ سے مغلیہ سلطنت کو نہ صرف داخلی بلکہ بیرونی سازشوں اور حملوں نے اسے بہت نقصان پہنچایا۔ غیر ملکی طاقتوں نے آہستہ آہستہ قدم جمانے شروع کر دیے۔ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لیے پرتگالیوں اور دیگر اقوام کو ہندوستان سے نکالنے کے لیے ہندوستانی عوام کی بھر پور مدد کی اور بالآخر بلاشرکتِ غیرے اختیار و اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ سیاسی و معاشی ابتری نے عوام کو ذہنی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

طور پر مفلوج کر دیا اور لوگ بے بسی اور محتاجی کے سائے تلے پلنے لگے۔ اس صورتِ حال میں مقامی لوگ اپنا سب کچھ کھو کر کسی ایسی غیبی مدد کا انتظار کر رہے تھے جو ان کے لیے کارگر ثابت ہو۔ ان حالات و واقعات کا پس منظر دیکھا جائے تو اس وقت مقامی لوگوں کو نوآبادیاتی نظام اپنے مفاد میں نظر آیا۔ اس تمام صورت حال کا تذکرہ ہمیں اس عہد کے ادب میں جھلکتا نظر آتا ہے۔

مغرب نے دنیا کے مختلف حصوں میں سترھوں صدی میں نوآبادیات قائم کرنا شروع کر دی تھیں۔ آہستہ آہستہ اور وقت کے ساتھ ساتھ برطانوی سامراج کی ابتدا ہونا شروع ہوگئی۔ ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد (جس کو غدر کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا) برصغیر کی مکمل حکومت انگریزوں نے ہتھیا لی۔ تاریخ کا یہ وہ اہم موڑ تھا جس سے مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ مسلمانوں کو سیاسی، سماجی، مذہبی اور ثقافتی ہر لحاظ سے کچلا جانے لگا اور گھٹیا سمجھا جانے لگا۔ انگریزوں کے ارادوں کو تقویت ملنے لگی اور ہر طرف ان کا چرچا شروع ہوگیا۔ اس کی واضح مثالیں ہمیں اس عہد کے ادب میں واضح دکھائی دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد بھی استعماری طاقتوں کے اثرات برصغیر کی پالیسوں پر جاری رہے۔ اسی تناظر میں ڈاکٹر سبحان اللہ لکھتے ہیں:

> جنگ عظیم دوم کے بعد استعماری طاقتیں محکوم ممالک کو بظاہر چھوڑ کر چلی گئیں لیکن انھوں نے اپنی تعلیمی، لسانی، معاشی، ثقافتی اور مذہبی پالیسوں کی بنیادیں محکوم سر زمیں میں اتنی مضبوطی سے استوار کیں کہ ان کی غیر موجودگی میں ان پالیسوں کا تسلسل جاری رہا ہے۔ دوسری جنگ عظیم سے لے کر ۱۹۷۰ء تک تمام ممالک بظاہر مغربی طاقتوں کے شکنجے سے آزاد ہو گئے۔ مقامی حکمران آ گئے۔ نئے سرے سے نظام حکومت ترتیب دیے گئے۔ لیکن در پردہ وہی استعماری پالیسی عمل پیرا رہی اور انھی طاقتوں کا غلبہ رہا۔[۲]

انیسویں صدی کے شروع ہوتے ہی انگریزی سامراج کی وجہ سے ہندوستان کی معاشرتی اور سیاسی وسماجی زندگی کی رفتار بالکل بدلنے لگی۔ مغلوں کی سیاست کے بعد جس حکومت و سیاست نے قبضہ کیا نہ وہ مسلمانوں کے حق میں بہتر تھی نہ ہندو کے لیے مناسب تھی بلکہ انگریز کی سامراجی حکومت تھی۔ یہ ایک ایسی حکومت تھی جس کا مقصد صرف تجارت نہ تھا بل کہ پورے ہندوستان پر قبضہ تھا۔ اس حکومت نے آہستہ آہستہ ہندوستان کے تمام علاقوں پر قبضہ کر کے ان کو اپنا محکوم بنا لیا۔ اسی تناظر میں ڈاکٹر انور سدید اپنی شہرہ آفاق کتاب ''اردو ادب کی تحریکیں'' میں رقم طراز ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

انیسویں صدی کا آغاز ہوا تو ہندوستان میں معاشرتی اور سیاسی زندگی کی رفتار بالکل تیز ہوگئی۔ مغلوں کے زوال کے بعد جس سیاسی قوت نے غلبہ حاصل کیا نہ وہ مسلمان سے متعلق تھی نہ ہندوؤں سے، بلکہ وہ انگریز کی تحویل میں تھی۔ جو امر بیل کی طرح ہندوستانی زندگی پر چھائے جا رہی تھی۔ یہ قوت ایسی تھی جس کے اغراض و مقاصد ابتدا تجارتی تھے۔ لیکن بعد میں اس نے جہانداری اور ملوکیت کا خواب بھی دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ حیدر آباد، میسور اور اودھ پر تسلط جما لینے کے بعد انگریز عملی طور پر ہندوستان کے بہت سے علاقے کو محکوم بنا چکے تھے۔ (۳)

ادب معاشرے کا عکاس ہوتا ہے۔ نوآبادیاتی عہد میں لکھے ادب میں اس عہد کی سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی رویوں کی ہمیں بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ اس دور کے ادیبوں نے بھی ان تبدیلیوں کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے اپنی تحریروں میں برطانوی استعماری رویے کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی۔ جنھوں نے اس استعماری رویہ کے خلاف ادب لکھا ان میں سرِ فہرست سر سید احمد خان، شبلی نعمانی، خواجہ الطاف حسین حالی، پریم چند اور سعادت منٹو شامل ہیں۔ پریم چند کو استعماری تحریروں کے ردِعمل میں اپنی سرکاری نوکری سے بھی ہاتھ دھونے پڑے تھے۔ ان ادیبوں نے کھل کر نوآبادیاتی نظام کے خلاف لکھا۔ اسی تناظر میں طاہرہ غفور لکھتی ہیں:

ادب میں سر سید احمد خان، ڈپٹی نذیر احمد، اکبر الہ آبادی، شبلی نعمانی، حالی، کرشن چندر، پریم چند اور سعادت حسن منٹو کی تحریریں نوآبادیاتی اثرات کی عکاسی کرتی ہیں۔ سجاد ظہیر کے ناول ''لندن کی ایک رات'' کے پس منظر میں معاشرتی رویے واضح نظر آتے ہیں۔ پروفیسر احمد علی نے ''مہاوٹوں کی ایک رات'' میں جنس اور غربت پر لکھا۔ ان کے افسانے ''قید خانہ''، ''غلامی''، ''قلعہ'' اور ''تصویر کے دو رخ'' میں برطانوی سامراجی اثرات ملتے ہیں۔ کرشن چندر کا ناول ''شکست'' بغاوت اور خودغرضی کے احساسات لیے نوآبادیاتی عہد کا ایک اہم ناول ہے۔ (۴)

جہاں تک آپ بیتیوں کا تعلق ہے تو آپ بیتیوں میں بھی برطانوی سامراج اور نوآبادکاروں کی تخریب کاری واضح نظر آتی ہے۔ جعفر تھانیسری کی آپ بیتی ''کالا پانی''، حسرت موہانی کی ''قیدِ فرنگ''، نواب سرور خان جنگ کی ''کارنامہ سروری''، رضا علی کی ''اعمال نامہ''، ظہیر دہلوی کی ''داستانِ غدر'' اور چودھری افضل حق کی ''میرا افسانہ'' میں نوآبادیاتی نظام کی واضح تصویر نظر آتی ہے۔ ان آپ بیتیوں میں آپ بیتی نگاروں نے اپنی ذاتی زندگی سے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

زیادہ اپنے عہد کی جھلک پیش کی ہے۔ جس عہد میں یہ آپ بیتیاں لکھی گئی ہیں اس عہد کو ہم نو آبادیاتی عہد سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان آپ بیتیوں میں نو آبادیاتی عہد کا برصغیر پر سیاسی، معاشرتی، تہذیبی اثر اور معاشرتی تبدیلیوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ نو آبادیاتی نظام کے زیرِ اثر مقامی لوگوں کی ذہنی کیفیات، ان کے محسوسات اور قلبی واردات کے اظہار کو سمجھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ نو آبادیاتی عہد سیاسی، تہذیبی و معاشرتی اور نظریاتی لحاظ سے ہنگامہ خیز اور انقلاب آفریں عہد تھا۔ اس دور کی آپ بیتیوں میں عہدِ نو آبادیات سے قیامِ پاکستان تک کی جہد و جہد کے سیاسی، معاشرتی اور تاریخ کے نشیب فراز اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ نمایاں ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ تمام صورتِ حال تھی جو مغربی استعمار کے زیرِ سایہ اس وقت پنپ رہی تھی۔ نہ صرف عام لوگوں بلکہ سیاسی اور سماجی کارکنوں سے لے کر ایک عام شخص تک نے اس نو آبادیاتی نظام کے خلاف آواز بلند کی۔ لیکن افسوس صد افسوس ہندوستانی عوام سے کچھ بھی نہ بن سکا وہ ان نو آبادکاروں کے آگے بے بس اور مجبور ہو گئے۔ نو آبادکاروں نے برصغیر کی دولت اور سرمایہ خوب لوٹ کر اس کو خالی کر دیا۔ نو آبادکاروں نے ظلم و تشدد کی کہانیاں رقم کیں اور ان کے خلاف جن لوگوں نے ردِعمل کا اظہار کیا انھوں نے ان کو بھی اپنے مفادات کی خاطر جیل میں ڈال دیا۔ نو آبادیاتی نظام کے خلاف نہ صرف حسرت موہانی نے بلکہ ہمارے دیگر آپ بیتی نگاروں نے بھی اس کا ردِعمل ظاہر کیا تو ان کو بھی طویل اور مختلف قسم کی سزائیں برداشت کرنا پڑیں۔ مولانا محمد جعفر تھانیسری مرحوم نے بھی اپنی آپ بیتی ''کالا پانی'' میں نو آبادکاروں کے ظلم و تشدد کو اس طرح بیان کیا ہے:

> بارھویں دسمبر کو جب سپرنٹنڈنٹ پولیس میرے خطوط اور آدمیوں کو جو میرے گھر سے ملے تھے انبالہ لے گئے تو ان کو دیکھ کر بعد حصول منظوری گورنمنٹ میری گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا، وہی پارسن صاحب دوسرے دن میری گرفتاری کا وارنٹ لے کر تھانیسر آیا اور مجھ کو وہاں نہ پا کر شہر میں آفت مچا دی۔ سیکڑوں گھروں کی تلاشی ہوئی۔ پچاسوں مرد عورت پکڑے گئے۔ میری بوڑھی والدہ اور میرے بھائی محمد سعید جو بارہ تیرہ برس کا تھا اور اس کی بیوی کو قید کر کے ان پر سخت عذاب اور مار پیٹ شروع کی اور ایسا ظلم اور بے عزتی عوراتِ پردہ نشین کی ہوئی کہ جس کو سن کر دل کانپ جاتا ہے۔(۵)

حسرت موہانی نے بھی اپنی آپ بیتی میں نو آبادکاروں کے مظالم کو کھل کر اور بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ کو بھی جعفر تھانیسری کی طرح انگریزوں نے مختلف قسم کی اذیتیں دیں۔ قید میں آپ پر بہت ظلم و تشدد کیا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

گیا جس کی مثال ملنا محال ہے۔ آپ کو انگریزوں نے جیل میں ایسی سزائیں دیں جس کے بارے میں انسان سن حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ اس وقت انگریز استعمار نے سزا کے بھی عجیب رنگ ڈھنگ نکالے ہوئے تھے مثال کے طور پر وہ قیدیوں کا ماتھا کھود کر ان کی پیشانی پر ان کا نام اور ان کا جرم لکھ دیتے تھے۔ نوآبادیاتی عہد میں ہندوستان کے لوگوں کو اس قسم کی سزاؤں سے واسطہ پڑا۔

نوآبادکار نے ''نوآبادیاتی تمدن'' مسلط کرنے کے علاوہ جو بھی نوآبادیاتی نظام کے رائج کرنے کے لیے جو حکمتِ عملیاں، تدبیریں اور سازشیں اپنائیں ان سب کے احوال کا جائزہ ''قیدِ فرنگ'' پیش کرتی ہے۔ ''قیدِ فرنگ'' میں حسرت موہانی نے نوآبادکاروں کے ظلم و ستم، نسلی برتری، حقوق و وسائل کا استحصال اور انسانی اقدار کی پامالی کی تصویر پیش کی ہے۔ انگریز نے شروع دن سے ہی اپنی یہ کوشش جاری رکھی کہ ہندوستان کے لوگوں کو غلام بنایا جائے وہ آخر کامیاب ٹھہری۔ انھوں نے بہت عرصہ تک اپنا تسلط قائم رکھا۔ ہندوستان کے جو لوگ انگریزوں کی دوستیوں سے مستفید ہوتے رہے ان کا انجام آخر کار بہت دردناک اور مہلک ثابت ہوا۔ وہ استعماری طاقت کے ہاتھوں صرف ایک منہ کھولنے کی حیثیت رکھتے تھے۔ نئے حکمرانوں کی دوستی اور دشمنی دونوں کا انجام تخت سے تختہ تک محدود تھا۔ اسی تناظر میں ڈاکٹر معین الدین عقیل اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''آزادی میں اردو کا حصہ'' میں لکھتے ہیں:

> انگریز نے ابتدا ہی سے یہ کوشش روا رکھی تھی کہ کسی طرح اپنے مفاد کے لیے ہندوستان پر تسلط قائم کریں۔ جو رؤسا اور حکمران انگریز کی دوستی سے مسحور ہوئے ان کے لیے یہ دوستی انجامِ کار مہلک ثابت ہوئی، ان میں سے ہر ایک کو تختِ حکومت سے اترنا پڑا یا وہ اس طاقت کے ہاتھوں بے جان کھلونا بن کر رہ گئے۔ ان حکمرانوں نے چاہے دوستی کی راہ اختیار کی یا دشمنی کی، نتیجہ دونوں حالتوں میں یکساں نکلا۔ اگر انھوں نے غاصب انگریزوں کے ساتھ تعلقات گوارا نہ کیے تو ان پر ارادہ ہائے بد کا الزام لگا کر حملہ کر دیا گیا اور ان کے علاقے مسخر کر لیے گئے اور اگر انھوں نے پیش کردہ دوستی قبول کر لی تو وہ انگریزی حکمت عملی کے جال میں اس طرح الجھ گئے کہ وہ اپنی عزت اور موروثی مقبوضات سے محروم ہوئے۔ چناں چہ وہ لوگ جہاں حکومت کرتے رہے تھے قیدی بن کر رہ گئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کو ایک دوسرے کے خلاف لڑائی کے لیے آمادہ کر دیا جاتا، ایک کو مدد دے کر کامیاب کیا جاتا پھر غلط روی کا الزام لگا کر دوسرے کو تخت سے اتار

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

دیا جاتا۔[۶]

اس آپ بیتی میں حسرت موہانی نے نوآبادیاتی عہد کی تخریب کاری کو بیان کرنے کی کوشش کی۔ یہ آپ بیتی نوآبادیاتی عہد کے حوالے سے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس آپ بیتی میں نوآبادیاتی نظام سے پیدا شدہ واقعات وسانحات اوران کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تہذیبی تبدیلیوں اور ہندوستانی معاشرے کا بطورِ خاص ذکر ملتا ہے۔ یہ آپ بیتی اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ اپنے موضوع کے پھیلاو کی وجہ سے نوآبادیاتی عہد کی صحیح تصویر پیش کرتی ہے۔نوآبادیاتی نظام کے آنے کی وجہ سے ہندوستان کے لوگ اس جدید نظام کے آہستہ آہستہ دلدادہ ہونے لگے۔مسلمانوں کی اپنی کوئی سیاسی پالیسی نہ تھی اس لیے بدیسی اس سے اپنا فائدہ اٹھا کر اس پر قابض ہو گئے۔ ہندوستان کی عوام میں بھی اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اس نئی حکومت کے خلاف کوئی ردِعمل ظاہر کریں۔ مقامی لوگوں نے نوآبادیاتی نظام کو غنیمت سمجھا اور اس کی پیروی شروع کر دی۔ غلامی نے ہندوستانی مسلمانوں کو بے جان کر دیا۔ ہندوستان کے حکمرانوں نے انگریزی استعمار کی سیاست کا خیر مقدم کر کے ان سے ناطہ جوڑ لیا۔اسی تناظر میں چوہدری افضل حق لکھتے ہیں۔

> غلام ہندوستان کے مسلمانوں کی کوئی سیاسی پالیسی نہ تھی۔مسلمان امرا، علما اور صوفیانہ خدا سے منہ موڑ کر انگریز سے ناطہ جوڑے ہوئے تھے۔ وہ اٹلی کی توپوں میں کیڑے پڑنے کی دعائیں تو کرتے تھے لیکن انگلستان کے خلاف حرفِ شکایت زبان پر لانے کی تاب نہ رکھتے تھے۔[۷]

''قیدِ فرنگ'' میں حسرت موہانی نے اپنی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات کے ساتھ ساتھ نوآبادکاروں کے برصغیر کے لوگوں پر مظالم، نسلی برتری، غیر انسانی سلوک اور مغربی استحصال کا تذکرہ کھل کر پیش کیا ہے۔اس کے علاوہ آپ نے بچپن کے حالات، ملازمت سے سیاست کی جانب رغبت اور پھر قید و بند کی صعوبتوں کو بڑے دلیرانہ انداز میں پیش کیا ہے۔اس آپ بیتی کو پڑھنے کے بعد استعماری رویے کی وجہ سے حسرت موہانی کی ذہنی، نفسیاتی اور جذباتی کیفیات کھل کر ہمارے سامنے آتی ہیں۔انگریزوں نے اپنی نوآبادیوں کو مستحکم کرنے کے لیے مقامی باشندوں پر جو ظلم وستم کیے اس کی تصدیق ''قیدِ فرنگ'' کرتی ہے۔ جہدِ آزادی میں جن سرفروشوں نے قید و بند کی مصیبتیں جھیلیں ان میں ایک منفرد نام حسرت موہانی کا بھی ہے۔ یہ کتاب اسی قید و بند کے ایام کی داستان ہے جو انھوں نے خود لکھی اور جس کا کافی حصہ ''مشاہداتِ زنداں'' کے نام سے ان کے معروف رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' میں شائع ہوا۔ یہ کتاب صنف کے اعتبار سے آپ بیتی ہے۔ یہ کتاب استعماری رویوں کی بہترین عکاسی کرتی ہے۔ یہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

آپ بیتی نوآبادیاتی عہد میں لکھی گئی ہے۔ اب ہم اس آپ بیتی کو مدنظر رکھ کر نوآبادیاتی عہد کی تخریب کاریوں کا تجزیہ کرتے ہیں۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی برصغیر کی تاریخ میں ایک اہم سانحہ تھا۔ مسلمانوں نے اس جنگ کو آزادی کا نام دیا کہ اس جنگ کے لڑنے کے بعد آزادی حاصل کر لیں گے۔ لیکن فرنگیوں نے مسلمانوں کا اس جنگ میں اتنا نقصان کیا کہ ان کو تباہ و بردباد کر کے رکھ دیا۔ مسلمانوں کے جتنے بھی کتب خانے تھے ان پر قبضہ کر لیا۔ ان کتب خانوں میں موجود کتابوں کو دریاؤں، ندی نالوں میں ڈال دیا۔ لائبریریوں کو آگ لگا دی۔ بعض کتب خانوں کی کتابوں کو ردی میں ڈال دیا۔ مسلمانوں کے تمام اسلامی کتب خانوں کو بھی تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ منتخب آپ بیتی نگاروں نے ان کتب خانوں کی تباہی کے احوال کو اپنی آپ بیتیوں میں پیش کیا ہے۔ حسرت موہانی کو ہی لیجیے۔ حسرت موہانی ایک بے باک ادیب، صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے سیاستدان بھی تھے۔ حسرت موہانی نے اپنی آپ بیتی ''قیدِ فرنگ'' میں کتب کی تباہی کا احوال کھل کر اور واضح انداز میں پیش کیا ہے۔ حسرت موہانی کا ایک کتب خانہ تھا جو کہ ''اردوئے معلیٰ'' کے نام سے مشہور تھا۔ حسرت موہانی کے کتب خانے کو انگریزوں نے تباہ و بردباد کر کے رکھ دیا تھا۔ انھوں نے آپ کے کتب خانے کو ایسے لُوٹا جیسے کہ یہ مالِ غنیمت ہو۔ انگریزوں نے حسرت موہانی کے کتب خانے سے تمام دواوین، شعرا کے کلام اور شعری مجموعے اور تمام قلمی نسخے جس کی قدر و اہمیت سے صرف اور صرف شعرا اور ادبا ہی واقف ہوتے ہیں بڑی بے دردی سے اٹھا لے گئے۔ اس کا احوال خود حسرت موہانی کی زبانی سنیے:

> کتب خانہ اردو معلیٰ کی جو حالت کا بیان نہایت دردناک ہے۔ جن کتابوں کو راقم الحروف نے معلوم نہیں کن کوششوں اور دقتوں سے بہم پہنچایا تھا۔ جن کتابوں میں بہت سے ایسے نایاب اور قلمی نسخے، دواوین، شعرا وغیرہ کے تھے۔ جن کی نقل بھی دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تھی۔ ان سب کو پولیس کے جاہل جوان ٹھیلوں میں بھر بھر کے اس طرح سے لے گئے جیسے کہ لوگ لکڑی یا بھس لے جاتے ہیں۔ ان کتابوں کی فہرست بنانا تو دور کی بات کسی نے ان کو شمار تک نہیں کیا۔[۸]

نوآبادکاروں نے ہندوستان میں جو سہولیات مہیا کیں وہ ایسی نوعیت کی تھیں جس سے مقامی لوگوں کو نہیں بلکہ خود نوآبادکاروں کو فائدہ پہنچ رہا تھا۔ نوآبادکاروں نے اپنی ہر سہولت کے سامنے اپنے مقصد کو رکھ کر کام کرنا شروع کیا تھا۔ نوآبادکار مقامی باشندوں کی ذہن سازی اس طرح کرتے ہیں کہ گویا لگتا ہے کہ یہ تمام پالسیاں

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

ہندوستان کے لوگوں کے حق میں ہیں۔ نوآبادکاروں کی جو ایک غاصبانہ ذہنیت تھی اس کے پیچھے بہت سے مقاصد کارفرما ہوتے تھے۔ ان مقاصد میں مقبوضہ ملک کا دولت وسرمایہ لوٹ کر اپنے ملک کو معاشی طور پر مضبوط کرنا سرِفہرست ہے۔ اس کے علاوہ نوآبادیاتی باشندوں پر حکومت کرنا بھی ایک اہم مقصد تھا۔ نوآبادکار ہر حوالے سے نوآبادیاتی باشندوں کو بے بس اور مجبور کر دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا۔ نوآبادکاروں نے جس طرح برصغیر کے رسم ورواج، تہذیب وثقافت، زبان وادب اور تعلیم پر گہری چھاپ لگانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس کی ساری تصویر ''قیدِ فرنگ'' میں ہمیں نظر آتی ہے۔ نوآبادیاتی نظام اپنے ایک خاص اصول کے تحت کام کرتا ہے۔ نوآبادیاتی باشندوں کی بے بسی ومجبوری اور نوآبادکاروں کے مقاصد کے حوالے سے ڈاکٹر محمد اشرف کمال اپنے مضمون ''نوآبادیات و مابعد نوآبادیات'' میں لکھتے ہیں:

> نوآبادیاتی صورتِ حال پیدا کرنے کے سبب کے پیچھے طاقت ور قوم کے غاصبانہ قبضہ کرنے کی ذہنیت کارفرما ہوتی ہے۔ نوآبادکار جب کسی قوم اور ملک کو اپنی نوآبادیات بنالیتا ہے تو وہاں کے رسم ورواج، تہذیب وثقافت، زبان وادب اور تعلیم پر اپنی گہری چھاپ لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس ساری صورتِ حال کا مقصد نوآبادکار کے اختیار اور دائرۂ کار کو بڑھانا اور نوآبادیاتی باشندوں کو ہر حوالے سے مجبور بے بس بنانا ہوتا ہے۔(۹)

انگریز حکومت نے برصغیر کے لوگوں پر بہت ظلم وستم کیے۔ انھیں بے شمار مسائل سے گزرنا پڑا۔ استعمارکاروں نے برصغیر میں ظلم وستم کی ایک طویل داستان رقم کی۔ جن مقامی لوگوں نے استعمارکاروں کی پالیسیوں سے کنارہ کشی کی تو اُنھیں ظلم اور تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ انھیں جیلوں میں ڈالا گیا۔ جیلوں میں ڈال کر قیدیوں پر بے شمار ظلم کیے گئے۔ جن آپ بیتی نگاروں نے اپنی تحریروں میں نوآبادکاروں کے استحصال کو بیان کیا، ان کو بھی جیلوں میں ڈالا گیا۔ نہ صرف برصغیر کے لوگوں کو جیلوں میں ڈالا جاتا بلکہ ان پر اتنا ظلم کیا جاتا کہ ان سے قیدِ بامشقت کروائی جاتی۔ قید کے ساتھ قیدیوں کو مشقت بھی کرنا پڑتی اور جیل بھی نبھانا پڑتی۔ اس عہد میں قانون تو یہ تھا کہ پڑھے لکھے قیدیوں سے کام نہیں کروایا جاتا تھا بلکہ ان سے لکھنے پڑھنے کا کام لیا جاتا تھا لیکن فرنگیوں نے ان ادیبوں سے لکھنے پڑھنے کا کام نہیں لیا۔ انھیں معلوم تھا کہ اگر ان کو لکھنے پڑھنے پر لگا دیا جائے تو یہ پھر سے ہمارے خلاف یعنی سامراجیوں کے ظلم وستم کے خلاف لکھنا شروع کر دیں گے جس سے ہماری اصلیت مقامی لوگوں کے سامنے آجائے گی۔ اس طرح جو سامراجیوں کی مکاریوں سے آگاہ نہیں، وہ بھی اس سے آگاہ ہوجائیں گے۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

قید میں فرنگی قیدیوں کے ساتھ بہت ظلم و تشدد کیا کرتے تھے۔ منتخب آپ بیتی نگاروں میں سے اکثر ادیبوں کو جیل کے ظلم وستم برداشت کرنے پڑے ہیں۔ اس کی مثال ہمارے سامنے حسرت موہانی کی ہے۔ حسرت موہانی پر قید و بند میں جو مظالم کیے گئے، ان کا احوال آپ نے اپنی آپ بیتی میں کیا ہے۔ اس حوالے سے ایک محقق رقم طراز ہیں:

> حسرت موہانی نے آپ بیتی میں جیل کی زندگی کی ایسی تصویر کشی کی ہے۔ جس میں قیدیوں پر ہونے والے مظالم اور ان کی بے بسی کی الم ناک صورت حال سامنے آتی ہے۔ جیل کے باقی ملزمان کی طرح حسرت موہانی کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک رکھا گیا۔ انھیں قید با مشقت کی سزا سنائی گئی۔ قید کے پہلے دن ہی انھیں قیدِ بامشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ جبکہ اس دور میں جیل کے تعلیم یافتہ قیدیوں سے کام نہیں کروایا جاتا تھا۔ بلکہ ان سے کوئی لکھنے پڑھنے کی خدمت لی جاتی تھی۔[۱۰]

درجِ بالا اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ نوآبادیاتی عہد میں کس طرح لوگوں کے ساتھ قید میں ظلم وستم کیے جاتے تھے۔ حسرت موہانی جیسے ادیب کے ساتھ بہت ظلم اور ناانصافی کی گئی کہ انھیں پہلے ہی دن سے قیدِ بامشقت پر لگا دیا گیا۔ حالاں کہ حسرت موہانی جیسے قابل اور محنتی ادیب اور لکھاری کو وہ جیل میں لکھنے پڑھنے کا کام دیتے۔ نوآبادکاروں نے مقامی لوگوں پر بہت ظلم وستم کیے۔ جس کی مثالیں تاریخ کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔

حسرت موہانی ایک ایسی شخصیت تھی جو فرنگیوں کے لیے سخت خطرے کا باعث تھی۔ اس لیے استعمار کار جب بھی ان کی اڑان کو تحریروں میں اڑتا دیکھتے، ان کو کسی نہ کسی جرم میں قید کر دیتے تاکہ فرنگی سُکھ کا سانس لے سکیں اور حسرت اپنی بے سکونی میں رہیں۔ آپ فرنگی استعمار کے سخت خلاف تھے۔ آپ کی تحریروں اور خصوصاً اس آپ بیتی میں فرنگی ظلم وستم کی بے شمار مثالیں نظر آتی ہیں۔ آپ فرنگیوں کے لیے خطرے کا باعث تھے۔ فرنگیوں نے بھی آپ پر بے شمار ظلم وستم کیے۔ آپ نے ان کی دی ہوئی تکالیف کو بڑے خوب صورت انداز میں برداشت کیا اور ان کے مظالم جواب اپنی تحریروں میں ڈٹ کر دیا۔ لیکن سامراجیوں نے بعض تو ایسے ایسے ظلم وستم کیے جن کو بیان کر کے انسان کا دل حیران رہ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر حسرت موہانی کے والد محترم نے جب انتقال کیا تو آپ کو جیل سے رہائی تو کیا، آپ کو معلوم تک نہیں تھا کہ آپ کے والدِ محترم اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ حالاں کہ حسرت موہانی کے والد صاحب کو بہت زیادہ دکھ تھا اس بات کا کہ انھیں قید کر کے جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ان کے والد طویل علالت کے بعد اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ حسرت موہانی صاحب اپنی آپ بیتی ''قیدِ فرنگ'' میں لکھتے ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

والد مرحوم کو میرے اس طرح گرفتار مصیبت ہونے کا بے انتہا قلق تھا۔ چناں چہ جیل سے واپس آنے پر اکثر اعزا کی زبانی معلوم ہوا کہ اس موقع کے بعد ان کی صحت کبھی صحیح نہیں رہی اور آخر کار میری عدم موجودگی ہی میں انھوں نے انتقال فرمایا۔ جیل میں مجھ کو اس واقعے کی خبر تک نہ تھی۔[11]

درجِ بالا اقتباس سے اس بات کا اندازہ کھل کر لگایا جا سکتا ہے کہ فرنگیوں نے کس قسم کے ظلم و ستم مسلمانوں پر کیے۔ ایک شخص کی ساری دنیا اس کا والد ہوتا ہے۔ انسان جب جیل میں ہو اور اس کا والد دنیا سے چل بسے اور اس شخص کو خبر تک نہ ہو تو اس سے بڑی اور کونسی قیامت ہوگی۔ سامراجیوں نے برصغیر کی عوام پر بے شمار ظلم و ستم کیے اور اپنی مرضی کے مطابق یہاں کے انتظام و انصرام چلانے کی کوشش کی۔ منتخب آپ بیتیاں نوآبادکاروں کے ظلم ستم اور ان کے کارناموں کو کھل کر پیش کرتی ہیں۔ منتخب آپ بیتیوں کا جائزہ لینے کے بعد ہم یہ فیصلہ کھل کر کر سکتے ہیں کہ عہد نوآبادیات میں نوآبادکاروں نے ہندوستان کی عوام کے ساتھ کس طرح کا سلوک روا رکھا۔

برصغیر کے لوگوں کو بے جا تنگ کرنے کے لیے ان پر مقدمے کیے گئے اور پھر ان کو جیلوں میں ڈال کر انھیں بے شمار صدمے دیے جانے لگے۔ ہندوستان کے لوگوں کو کسی قسم کی کوئی آزادی نہیں تھی۔ مسلمانوں پر تو خصوصی طور پر اسلام دشمنی کے تناظر میں مقدمے کیے جانے لگے۔ مختلف لکھاریوں پر بھی سامراجی ظلم و تشدد کے خلاف لکھنے پر مقدمے کیے جانے لگے۔ مقدمات صرف اور صرف برصغیر کے لوگوں پر کیے جاتے تھے۔ مقامی لوگوں اور لکھاریوں کو سامراجی لوگ خصوصاً تنقید کا نشانہ بناتے تھے اور ان پر بلا جواز مقدمے درج کرتے تھے۔ برصغیر کے ادیبوں کی تحریروں کو انگریز شائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ ہندوستان کے وہ ادیب جو سامراج کے خلاف لکھتے تھے، ان پر پابندیاں عائد تھیں۔ جو لکھاری سامراجیوں کے خلاف لکھتا تھا، اسے قید کر دیا جاتا تھا اور اس سے قید کے دوران مشقت کروائی جاتی تھی۔ سامراجیوں کے ظلم و تشدد کے خلاف جس نے بھی اپنا قلم اٹھایا، پھر اسے اٹھا لیا جاتا تھا اور قید و بند کی صعوبتیں اس کا مقدر بن جاتی تھیں۔ نہ صرف قیدِ بامشقت دی جاتی بلکہ قید اور مشقت کے ساتھ انگریز جرمانہ بھی عائد کرتے تھے۔ منتخب آپ بیتی نگاروں نے نہ صرف اپنی آپ بیتیوں میں انگریزوں کے ظلم و تشدد کو نشان زد کیا ہے بلکہ آپ بیتی نگاروں نے سامراجیوں سے قید و بند کی سزائیں بھی جھیلی ہیں۔ آپ بیتی نگاروں نے جب کبھی اپنے ذاتی احوال کے ساتھ برصغیر کے سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حالات لکھے ہیں، وہیں پر انھوں نے استعمار کاروں کے ظلم و تشدد کی درد بھری کہانیاں بھی رقم کی ہیں جس کی وجہ سے ان کو جیلوں میں جانا پڑا ہے۔ اس حوالے سے حسرت موہانی کو ہی دیکھ لیجیے کہ انھوں نے انگریزوں کے مظالم

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کے خلاف جب بھی لکھا، جیل میں جانا ان کا مقدر ٹھہرا۔ ایک دفعہ آپ نے ''اردوے معلیٰ'' میں ایک مضمون سامراجیوں کی ناانصافیوں کے خلاف لکھا تو اس تحریر کے شائع ہونے کے بعد انھیں جن معاملات کا سامنا کرنا پڑا وہ اس اقتباس سے ظاہر ہوتے ہیں:

> حسرت موہانی کو ۲۳/ جون ۱۹۰۸ء میں اپنے رسالے ''اردوئے معلیٰ'' ایک مضمون شائع کرنے پر بغاوت کے جرم میں برطانوی سامراج نے ان کو گرفتار کیا اور دو برس قید با مشقت کے ساتھ پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا سنا دی گئی۔[۱۲]

برصغیر میں نو آبادیاتی عہد میں تبدیلیاں منظر عام پر آئیں ان میں سے ایک تبدیلی یہ بھی تھی کہ جو شخص فرنگیوں کے خلاف آواز بلند کرے تو اسے جیل میں ڈال دیا جائے۔ نو آبادیاتی عہد میں جب فرنگیوں نے مکمل طور پر برصغیر کا کنٹرول سنبھالا لیا تو آہستہ آہستہ مقامی لوگوں پر مقدمات کرنا شروع کر دیے اور یہاں تک کہ لوگوں کو جیلوں میں ڈال کر ان سے کام لیا جاتا۔ اکثر لوگوں پر جو مقدمات کیے جاتے تھے وہ اکثر جھوٹے اور بلا جواز ہوتے تھے۔ کسی سے گھاس کٹوائی تو کسی سے جیل میں جھاڑو لگوائی تو کسی سے پانی بھروایا۔ حسرت موہانی اپنی آپ بیتی ''قید فرنگ'' میں اسی تناظر میں لکھتے ہیں:

> قواعد جیل کی رو سے حوالاتیوں سے کچھ کام نہیں لیا جا سکتا لیکن علی گڑھ جیل میں ہم نے جب دیکھا کسی کو گھاس چھیلتے، کسی کو جھاڑو دیتے، کچھ نہیں تو پانی ہی بھرتے پایا۔ کیوں کہ ان کی خدمات سے انکار کا نتیجہ زدوکوب کی ذلت کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔[۱۳]

نو آبادیاتی عہد میں نہ صرف خاص لوگوں پر بلکہ عام لوگوں پر بھی مقدمات درج کیے گئے اور انھیں جیل میں ڈالا گیا۔ جیل میں ڈالنے اور مقدمات درج کرنے کا مقصد صرف اور صرف ایک ہی تھا اور وہ یہ کہ برصغیر میں موجود سرمایہ اور دولت لوٹ کر یہاں پر حکمرانی کی جائے اور اپنے وطن کو معاشی طور پر مضبوط بنایا جائے۔ حسرت موہانی اردو کے نامور ادیب تھے۔ آپ نہ صرف اردو کے ادیب تھے بلکہ آپ کی حیثیت ایک مفکر اور سیاستدان کی بھی ہے۔ آپ نے اپنی تحریروں میں انگریزی استعمار کی خامیوں کو کھل کر بیان کیا ہے۔ آپ کی اس آپ بیتی میں لوگوں کے مختلف رویوں، نفسیاتی کیفیات، انسانی شخصیت میں ہونے والی شکست وریخت، نا آسودہ خواہشات اور مغرب کی بے جا تقلید کی تصویر نظر آتی ہے۔ حسرت موہانی ایک سچے وطن پرست انسان تھے۔ آپ کو وطن کی محبت کے عوض بار بار جیل جانا پڑا۔ آپ نے حق اور سچ کی خاطر اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ آزادی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کے لیے اس وقت ہر ایک نوجوان کوشش کر رہا تھا اس کوشش کے بدلے برطانوی استعماری طاقتیں اٹھا اٹھا کر ان نوجوانوں کو جیل میں ڈال رہی تھیں۔ اس وقت ملک ویران اور جیل خانے حق کی بات کرنے والوں سے بھرے جا رہے تھے۔ جیل خانوں میں ایک خاص قسم کی خوب صورتی آنے لگی کیوں کہ یہاں وہ لوگ آ رہے تھے جنھوں نے اپنے وطن کی آزادی کی خاطر جان تک کا نذرانہ پیش کرنے سے انکار تک نہیں کیا۔ جو لوگ پابند سلاسل کیے جا رہے تھے وہ اپنے آپ پر فخر محسوس کر رہے تھے۔ نوآبادیاتی عہد میں سیاسی و سماجی اہم فیصلے ہوئے ان تمام احوال کا تذکرہ حسرت موہانی نے اپنی اس آپ بیتی میں کھل کر پیش کیا ہے۔ ہندوستان میں جتنے بھی اہم سیاسی فیصلے ہوئے انگریزی استعمار کے زیرِ اثر ہوئے ان تمام کی صیح صورت حال ہمیں حسرت ہوہانی کی اس آپ بیتی میں نظر آتی ہے۔ نوآبادکاروں نے صغیر پر ظلم وتشدد، نسلی برتری، انسانی استحصال، دولت کی لوٹ اور مقامی لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھنے جیسے مقاصد تک اپنے آپ کو محدود رکھا۔ انگریز حکومت نے جو ہندوستانی عوام کی تقدیر کے فیصلے کیے لوگوں کو ان فیصلوں میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ نوآبادکاروں نے اپنی طاقت کا وحشیانہ استعمال کر کے مقامی لوگوں کے حقوق و وسائل کا استحصال کیا۔

حواشی

۱۔ ایڈورڈ سعید، (Edward Said)، ''ثقافت اور سامراج''، (Culture and Imperialism)، ترجمہ یاسر جواد، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء)، ص ۲۰

۲۔ ڈاکٹر سبحان اللہ، ''مغربی استعمار اور مولانا ظفر علی خان کی شاعری''، (لاہور: فکشن ہاوس، ۲۰۲۱ء)، ص ۲۰

۳۔ ڈاکٹر انور سدید، ''اردو ادب کی تحریکیں''، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۴ء)، ص ۲۵۹

۴۔ طاہرہ غفور، ''بانو قدسیہ کے افسانے 'کلّو' کا مابعد نوآبادیاتی تناظر میں تجزیہ''، مشمولہ ''معیار''، شمارہ نمبر، ۲۴، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۰ء، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد، ص ۱۶۶

۵۔ جعفر تھانیسری، ''کالا پانی''، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۵

۶۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل، ''آزادی میں اردو کا حصہ''، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۶ء)، ص ۳۲، ۳۳

۷۔ رانا محمد صفدر ادا، ''اردو آپ بیتی کی تاریخ آغاز سے ۱۸۵۷ء تک''، ایضاً، ص ۶۵

۸۔ حسرت موہانی، ''قیدِ فرنگ''، (کراچی: مکتبہ نیا راہی، ۱۹۵۸ء)، ص ۶۷

۹۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال، ''نوآبادیات و مابعد نوآبادیات''، مشمولہ ''نوآبادیات و مابعد نوآبادیات''، مرتب محمد عامر سہیل، (لاہور: عکس پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء)، ص ۱۲۳

۱۰۔ نادیہ ضمیر، ''ادیب صحافیوں کی آپ بیتیوں کا اجمالی جائزہ (۱۸۸۳ تا ۱۹۷۰ء)''، مشمولہ ماہ نامہ ''قومی زبان''، مارچ ۲۰۲۲ء، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ص ۳۹

۱۱۔ حسرت موہانی، ''قیدِ فرنگ''، ص ۵۵

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۲۔ نادیہ ضمیر، ''ادیب صحافیوں کی آپ بیتیوں کا اجمالی جائزہ (۱۸۸۳ تا ۱۹۷۰ء)''، ص ۳۸
۱۳۔ حسرت موہانی، ''قیدِ فرنگ''، ص ۳۹

مآخذ

۱۔ ادا، رانا محمد صفدر، ''اردو آپ بیتی کی تاریخ آغاز سے ۱۸۵۷ء تک''، ایضاً، ص ۶۵

۲۔ تھانیسری، جعفر، ''کالا پانی''، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء

۳۔ سبحان اللہ، ڈاکٹر، ''مغربی استعمار اور مولانا ظفر علی خان کی شاعری''، لاہور: فکشن ہاوس، ۲۰۲۱ء

۴۔ سدید، انور، ڈاکٹر، ''اردو ادب کی تحریکیں''، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۴ء

۵۔ سعید، ایڈورڈ، (Said, Edward)، ''ثقافت اور سامراج''، (Culture and Imperialism)، ترجمہ یاسر جواد، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء

۶۔ عقیل، معین الدین، ڈاکٹر، ''آزادی میں اردو کا حصہ''، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۶ء

۷۔ کمال، محمد اشرف، ڈاکٹر، ''نوآبادیات و مابعد نوآبادیات''، مشمولہ ''نوآبادیات و مابعد نوآبادیات''، مرتب محمد عامر سہیل، لاہور: عکس پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء

۸۔ موہانی، حسرت، ''قیدِ فرنگ''، کراچی: مکتبہ نیا راہی، ۱۹۵۸ء

رسائل و جرائد

۱۔ ماہ نامہ ''قومی زبان''، مارچ ۲۰۲۲ء، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی

۲۔ ''معیار''، شمارہ نمبر ۲۴، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۰ء، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد